© rasailojaraid.com



۱-مجاہد مسلمان ۲-بے دست و پا ہو کر بیٹھ رہنے والے مسلمان ۳-گناہ گار مسلمان ۴-ذمی ۵-معاہد غیر جانب دار ۶-محارب۔

اسلام کی عدالت میں ان سب لوگوں کے لیے الگ الگ حکم ہے۔ جس پہ جس قسم کا رنگ ہے اس کی روشنی میں اس سے معاملات رکھے جائیں۔ اسلام نے لوگوں کی اس تقسیم کے باوجود اخوت کا رشتہ برقرار رکھا ہے۔ اخوت دو طرح کی ہے: ایک انسانی اخوت اور دوسری عقیدے کی اخوت۔ حسن البنا شہید نے عقیدے کی اخوت کی بنیاد اس آیت کو بنایا: ومن یوق شح نفسه فاؤلئك هم المفلحون ''جو لوگ ذاتی مفادات کی خواہش سے بچا لیے گئے وہی کامیاب ہیں'' اور: والمومنون و المومنات بعضهم اولیآء بعض، ''مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں''۔

اخوت کی ترویج کا لازمی تقاضا باہمی اعتماد ہے۔ امرا و مامورین کو ایک دوسرے کی قابلیت، قائدانہ صلاحیت، خلوص پہ مکمل اعتماد ہو۔ اعتماد قائم کرنے اور حاصل کرنے کے لیے باہمی تعارف، تعلّق، دلی وابستگی کے لیے بھرپور کوشش کی جائے۔ حسن البنا شہید نے اخوت کے معانی کو معمول کے ایسے اچھے کاموں کے ذریعے حقیقت کا رنگ دیا جو کتابوں میں لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ اخوت کے تعلّق کو بڑھانے والی اور دلوں میں محبّت اور صلہ رحمی کے شعور میں اضافہ کرنے والی عادات خود بخود آتی ہیں۔ اسی مناسبت سے اسلام ایک مثالی خاندان کا نقشہ سامنے لاتا ہے کہ جہاں ہر مومن چاہے وہ کرہ ارضی کے کسی مقام پہ رہتا ہو ایک خاندان کا فرد ہے اور وہ مسلم خاندان ہے۔ جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جسم سے تشبیہہ دی ہے۔ اسی مثالی خاندان کا ایک عمل اخوان المسلمون کے ہاں 'اسرہ' کے نام سے رائج ہے۔ مثالی اجتماعیت کو سامنے لانے کے لیے اسرہ کی اصطلاح ۱۹۲۸ء میں استعمال کی گئی، جس کے لیے ۷۰ افراد کو منتخب کیا گیا۔

اس کے ایجنڈے میں یہ نکات شامل تھے:

۱-تلاوت و تجوید کی درستی ۲-خاص سورتوں اور آیات کا حفظ کرنا اور تفسیر جاننا ۳-خاص احادیث کو حفظ کرنا اور تشریح ۴-ایمان، عبادات، معاملات اور عام اخلاقی اصولوں کی تحریری رپورٹ بنانا ۵-اسلامی تاریخ کا مطالعہ اور اسلاف کی زندگیوں کا جائزہ ۶-سیرت کا مطالعہ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



خاص طور پر اس کے روحانی اور عملی پہلو، عملی زندگی میں نافذ کر کے محاسبہ کرنا۔

مرد و خواتین کے علیحدہ علیحدہ 'اسرہ جات' بنائے گئے۔ مردوں کے گروپ کا ایک مربی جو ان کے لیے استاد کا درجہ رکھتا ہے اور کچھ خاص وقت یا دنوں کے لیے ان کی تربیت کرتا ہے۔ اس طرح خواتین کی تربیت کا انتظام ہے۔ اسرہ جات کے پروگرام میں چند لازمی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً بیماروں کی عیادت، غیر حاضر ممبران کی مزاج پرسی وغیرہ۔ کھانا کھانا، صفائی ستھرائی، تک سب کام شرکا خود ہی انجام دیتے ہیں۔ اسرہ کے ممبران کی عملی تربیت کی جاتی ہے: ○ پروگرام کو منظم کرنے کی تربیت ○ تقریر لکھنے کی تربیت ○ اسرہ کے ثقافتی، عملی پہلو اجاگر کرنے کی تربیت ○ حالات حاضرہ کا تجزیہ کرنے کی تربیت ○ کسی خاص موضوع پہ تحقیق کرنے کی تربیت ○ مختلف شعبوں میں معاشرتی، اقتصادی پہلو سے تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ اور وسائل کی فراہمی ○ عملی تربیت میں کھیل کے مقابلے، ورزش، تفریح، نامساعد حالات میں بالغ نظری کا مظاہرہ کیسے کیا جائے--- معاشی طور پر نازک حالات میں حلال کمائی کے لیے کسی بھی پیشے کو اختیار کرنا پڑے تو مختلف ہنر کی تربیت اور محنت مشقت، ریاضت کی کڑی تربیت ○ زبان کی حفاظت کی عملی تربیت، مجلس کے آداب، راز کو راز رکھنے اور تنظیم کے معاملات کو امانت جاننے کی تربیت، خطرناک صورت حال میں استقامت و ثابت قدمی کی ضرورت کی اہمیت اور عملی تربیت۔

حسن البنا شہید کی محنت کا ثمر ایک بہترین تربیت یافتہ گروپ کی شکل میں سامنے آیا جنھوں نے وقت کے فرعونوں کے سامنے سر نہ جھکایا۔ اس میں مرد ہی نہیں خواتین بھی شامل رہیں۔

اسرہ، کتیبہ، رحلۃ، المعسکر، دورہ، ندوہ، موتمر، ان ناموں کے تحت کارکنان کو تربیت کے مختلف مراحل سے گزارا جاتا۔ اب بھی یہی نظام رائج ہے اور وقت و حالات کی نزاکتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بہتر سے بہتر مسلمان مجاہد تیار کیے جارہے ہیں۔

اسرہ کے بعد کتیبہ کا مرحلہ ہے۔ اس میں بنیادی تربیت روحانی نشوونما کی ہوتی ہے۔

روحانی نشوونما: عبادات، ذکر، دعا کے ساتھ اخلاص نیت کی تجدید، اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق، نامساعد حالات، بے آرامی اور مشقت کے ماحول میں خوش اسلوبی سے ڈیوٹی انجام دینے کی تربیت۔ اس نظام میں اطاعت امر کی خاص تربیت دی جاتی ہے۔ جی چاہے یا نہ چاہے، ضرورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہو یا نہ ہو، طبیعت چاہے نہ چاہے جو کام جس وقت کہہ دیا گیا وہ فوراً کرنا ہے۔

اسرہ اور کتیبہ کا مقصد زیادہ تر معاشرتی ، نفسیاتی ، علمی اور روحانی پہلو کی تربیت ہے، مگر تیسرے مرحلے (رحلۃ ) کا مقصد زیادہ تر جسمانی ہے۔ اس میں جسمانی مشقت کی سخت تربیت ہوتی ہے۔ 'رحلۃ عموماً' ایک مہینہ میں ایک مرتبہ فجر سے مغرب تک کسی صحرا، میدان، شہر سے دور، پہاڑی مقام پہ ہوتا ہے۔ سخت گرم یا سخت سرد موسم میں محنت، مشقت کی تربیت، وسائل و ذرائع کی کمی کے ساتھ کی جاتی ہے۔

**معسکر** : اس شعبہ کے تحت صرف جسمانی تربیت ہی نہیں بلکہ دنیا کو اسلامی فوج کی تاریخ سکھانا بھی ہے۔ اسلام میں نماز کی صورت میں روزانہ پانچ مرتبہ تربیت اور تذکیر ہوتی ہے۔ اس کا مقصد ایک منظم و متحد امت کی اللہ کے سامنے بندگی اور خودسپردگی کا اظہار ہے' تاکہ اللہ کا دین غالب ہو جائے۔ معسکر کا مقصد نوع انسانی میں بھائی چارہ پیدا کرنا ہے--- وہ تمام مصائب و آلام جو نوع انسانی کے مشترک ہیں ان کا حل تلاش کرنا ایک دوسرے کے قریب آ کر ہی ممکن ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی، بے راہ روی، انشورنس، سود، ذرائع ابلاغ کی بے حیائی دنیا کے ہر خطے کے انسان کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ ان سب کے بارے میں صحیح نقطہ نظر پیش کر کے فلاح کی راہ دکھانا۔

**دورہ**: اس شعبہ کا کام کسی ایک دن ایک ہی موضوع پہ لیکچر، ڈسکشن، تحقیق، قلیل المیعاد کورس تیار کروانا ہے۔

**ندوہ** : ماہرین کا ایسا گروپ جو کسی خاص موضوع یا مسئلے پر پورے دلائل و براہین کے ساتھ اپنی رائے پیش کرے تاکہ عصری چیلنجوں کا مقابلہ کیا جا سکے اور ان کا حل پیش کیا جا سکے۔

اخوان المسلمون کے ارکان کے کردار کی تعمیر کے لیے جس قدر جاں فشانی سے کام لیا جاتا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ یہ یقیناً حسن البنا شہید کے اخلاص کا ثمر ہے اور اس کی آبیاری ان کے خون نے کی ہے۔ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○ (یوسف ۱۲:۹۰)

✲✲✲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


GET
GHAZALI EDUCATION TRUST

# غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ

دیہی پاکستان کا
سب سے بڑا تعلیمی نیٹ ورک

| | |
|---|---|
| اسکولز | 267 |
| اساتذہ | 1400 |
| نادار و یتامیٰ | 13283 |
| طلبہ و طالبات | 30000 |
| اضلاع (بشمول مانسہرہ، بٹگرام) | 28 |
| ماہانہ تعلیمی وظائف | 911943 روپے |

## امتیازی پہلو

- یکساں نظام، نصاب، امتحان
- تعمیر سیرت پر خصوصی توجہ
- ناظرہ قرآن اور انگریزی تدریس کا خصوصی انتظام
- اساتذہ کیلئے وقار، عزت نفس اور معاشی تحفظ
- نادار، مستحق اور یتیم طلبہ کیلئے مستقل تعلیمی کفالت
- نگرانی، رہنمائی اور معاشی خود کفالت کی طرف گامزن
- معاونین اور ڈونرز کو بروقت فیڈ بیک

**Better Society Through**
**Better Education**

آئیے! تعمیر کردار و تعمیر جہاں کی اس منفرد تحریک کے دست و بازو بنیے۔

144/2-ایف ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-5882939 فیکس: 042-5881338 ای میل: info@get.org.pk

**www.get.org.pk**


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


# Become MBBS Doctor!

## Govt. Hainan Medical College, China

**WHO Recognized**

**English Medium**

- موسم کراچی جیسا °30-14
- 20 ٹیچنگ ہسپتال
- خوبصورت کیمپس
- ایک سال بعد دنیا بھر میں ٹرانسفر ممکن
- پاکستانی پرائیویٹ میڈیکل کالجز کے طلباء کیلئے کریڈٹ ٹرانسفر کی سہولت
- میڈیکل کتب اور جرنلز سے مزین شاندار لائبریری
- پاکستان سے بھی کم اخراجات
- پاکستانی طلبا و طالبات کی بڑی تعداد زیر تعلیم
- پاکستانی فوڈ کا بندوبست ہے

**طلبہ و طالبات کیلئے الگ الگ ہاسٹل**

500 سے زائد طلباء بھجوانے والا واحد ادارہ!

## UK
- تیز ترین داخلہ پروسس
- انتہائی مناسب اخراجات
- داخلہ سے ویزہ تک مکمل راہنمائی

## CYPRUS
- کنفرم ویزہ
- یورپ و آسٹریلیا میں ٹرانسفر ممکن
- IELTS/ TOFEL کی ضرورت نہیں

## MALAYSIA
- 100% کنفرم ویزہ
- بہترین معیار تعلیم
- پارٹ ٹائم جاب کی سہولت
- نہایت مناسب ٹیوشن فیس اور اخراجات
- یورپ و UK میں ٹرانسفر ممکن

دنیا کے کسی بھی ملک میں حصول روزگار، سیر و سیاحت یا بسلسلہ تعلیم جانے سے پہلے آپ کا ہم سے رابطہ آپ کے وقت اور سرمائے کو محفوظ بنا سکتا ہے!

## عمرہ
- ہم زائرین کو ٹھیکیداروں کے سپرد نہیں کرتے
- حرم سے نزدیک رہائش
- خدمت کے جذبے سے سرشار

**قرطبہ**
گروپ آف کمپنیز
چیف ایگزیکٹو: محمد ارشد جاوید

**قرطبہ سٹڈی گائیڈنس ـ قرطبہ الجدید ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ**

**Head Office:** 2 - Queens Center, 33 - Queens Road, Near Mozang Chungi, Lahore - Pakistan.
Tel: 042-7520730-32 Fax: 042-7520729 Cell: 0300-4151068
Email: qsg@hotmail.com www.qurtuba.org

**Rawalpindi Office:** [illegible]2, 3rd Floor, 71 - A, Stellite Shopping Centre, 6th Road, Stellite Town, Rawalpindi - Pakistan Tel: 051 - 2534258 - 9 Cell: 0321 -5369953

**Karachi Office:** 309 - Gulshan Trade Center, Gulshan Chowrangi, Main Rashid Minhas Road, Gulshan-e-Iqbal, Karachi - Pakistan. Tel: 021- 5463137 - 021 - 5415289

Future Visions


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

# پاکستان انٹرنیشنل پبلک سکول و ہاسٹل (PIPS) مری

## نرسری تا میٹرک (طالبات کی الگ کلاسیں)

**داخلہ جاری ہے**

بیرونی طلبہ کے لیے ہاسٹل میں تعلیم وتربیت اور قیام وطعام کا معیاری انتظام

- اعلیٰ کوالیفائیڈ، ٹرینڈ اور محنتی اساتذہ
- ہر طالب علم پر انفرادی توجہ اور رپورٹنگ
- ماہانہ پراگرس رپورٹ پر ٹیچر، والدین اور پرنسپل کی لازمی میٹنگ
- فزکس، کیمسٹری، بائیو اور کمپیوٹر لیبارٹریوں کی نہایت جدید سہولیات
- معیاری لائبریری سے استفادے کا منفرد انداز
- انگلش میڈیم میں صرف سائنس کلاسیں
- صاف ستھرا پاکیزہ اور دینی ماحول ___ تعلیم بھی تربیت بھی!
- قرآن مجید، ناظرہ، فن تجوید ترجمے کے ساتھ لازمی مضمون
- پہلی اور دوسری جماعت سے منتخب طلبہ وطالبات کے لیے شعبۂ حفظ قرآن
- کمزور، پس ماندہ اور زیادہ عمر کے (over age) بچوں کے لیے اسپیشل کلاسوں کا منفرد طریق کار
- جنوری اور فروری میں سرما کیمپ کا اہتمام

برائے رابطہ:

**پرنسپل پروفیسر رفیع الدین ملک**

ابوظہبی روڈ، موٹر ایجنسی، مری شہر- فون: 051-3410974

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

# حسن البنا کی حکمت عملی

ابو جرة عبداللہ سلطانی ○

امام حسن البنا کی شخصیت اور عرب دنیا میں پھیلی ہوئی ان کی تحریک اخوان المسلمون پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ میرے پیش نظر حسن البنا کی تعلیمات کی روشنی میں اس عظیم الشان اصلاحی تحریک کے درج ذیل چار بنیادی نکات ہیں: ۱- اخوان کے فکر کا واضح ہونا ۲- مراحل کا واضح ہونا ۳- اہداف و مقاصد کا واضح ہونا ۴- وسائل و ذرائع کا واضح ہونا۔

امام اپنے کتابچے دعوتنا فی طور جدید (ہماری دعوت نئے پیرایے میں) میں رقم طراز ہیں کہ: ''ہماری دعوت کا طریق کار اسلام کی پہلی دعوت کے طریق کار سے مختلف نہیں ہے، بلکہ یہ دعوت حقیقی معنوں میں اسی دعوت کی بازگشت ہے جس کا نعرہ صدیوں پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں بلند کیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے ذہنوں کو نبوت کے اس روشن عہد کی طرف لوٹائیں جو وحیِ الٰہی کی عظمت کا شاہد تھا، تاکہ اپنے پہلے معلم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے پیش نظر اصلاح معاشرہ کے اسباق دہرائیں اور نئے سرے سے دعوتی درس کی مشق کریں''۔

بہت بڑے ہدف ___ پوری انسانیت کی اصلاح کی طرف ___ یہ پہلا قدم ہے۔ اسی گذشتہ طریق کار کو پیش نظر رکھتے ہوئے، انھی خطوط پر چل کر اور اسی صاف و شفاف چشمے سے سیراب ہو کر ہی اس عظیم ہدف کی طرف پیش قدمی ممکن ہے۔ امام مالک نے ایک موقعے پر فرمایا تھا: ''امت کا آخر اسی نسخے سے شفایاب ہوگا جو اس کے آغاز کے لیے شفایاب ثابت ہوا ہے''۔

---

○ سربراہ تحریک پُرامن معاشرہ (حمس) اور وفاقی وزیر الجزائر۔ ترجمہ: سمیع الحق شیرپاؤ، فصیح اللہ عبدالباقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۱

اکثر مصلحین کے ساتھ مختلف زمانوں میں بنیادی طور پر مسئلہ یہ رہا ہے کہ وہ یا تو جذبات کے رو میں بہہ گئے اور یا بغیر کسی مناسب منصوبہ بندی کے، غیر منظم انداز میں اصلاحی تحریک کا آغاز کردیا۔ نیک طینت عوام کا ایک گروہ ان کے گرد اکٹھا ہوگیا، جوشیلے نعرے لگائے اور ایک حد تک جذبات کا مظاہرہ کیا۔ پھر جب یہ دیکھا کہ تمام تر کوششوں کے باوجود، فساد اور خرابی نہ صرف قائم ہے بلکہ اس میں اضافہ ہوگیا ہے، تو طویل عرصہ ساتھ چلنے اور پھر فوری طور پر نتائج نہ پانے سے دل برداشتہ ہوکر بکھر گئے۔ ان کے حوصلے پست اور عزائم شکستہ تر ہوگئے۔ بعض اوقات اصلاحی تحریک کی قیادت اقتدار کے نشے اور حکمرانی کے لالچ میں آکر باہم دست و گریبان ہوجاتی ہے۔ ان کی ساری توانائیاں ایک دوسرے پر الزام تراشی میں صرف ہوجاتی ہیں۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے اصلاح کا وہ کام جو بڑے جوش و خروش سے شروع ہوا تھا بری طرح ناکامی کا شکار ہوجاتا ہے اور مزید فساد کا باعث بنتا ہے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اصلاحی تحریک کی وہی لیڈرشپ جو ابھی ظلم اور فساد کے خلاف برسرِپیکار تھی اور بپھرے ہوئے عوام کی قیادت کر رہی تھی، کچھ لوگ اس کے دشمن ہوگئے، عوام کو ان کے خلاف ابھارا۔ اگرچہ عوام کتنا ہی ان کی پاکیزگی اور لیاقت کا دم بھریں، ان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والوں کا یہی ایک جواب ہوتا ہے کہ: اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِکُمْ اِنَّھُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَھَّرُوْنَ ○ (النمل ۲۷:۵۶) ''نکال آلِ لوط کو اپنی بستی سے، یہ بڑے پاک باز بنتے ہیں''۔ اصلاحی تحریکوں کی تاریخ میں اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، بلکہ ان سے قبل تمام انبیاے علیہم السلام ان مراحل سے گزرے ہیں۔

یہ چیز بھی عام طور پر مشاہدے میں آتی ہے کہ عوام الناس میں مفاد پرست ٹولے اور سرداروں کے ذریعے مفسد عناصر زور پکڑ لیتے ہیں اور اصلاحی تحریک پر داروغے بن کر فیصلے صادر کرنا شروع کردیتے ہیں۔ ایسے عناصر، تحریک، اس کی قیادت، اس کے طریق کار، پروگرام اور افراد کی ہر لغزش و کوتاہی کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، خاص طور پر جب ان مفسدین کے مفادات پر اصلاحی تحریک کے افکار کی ضرب پڑتی ہو: اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِکَ (طٰہٰ ۲۰:۵۷) ''کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ اپنے جادو کے زور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال باہر کرے"۔ اس مناسبت سے تاریخ کے جھروکوں میں اسلامی تحریکوں کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

○ **تحریک کا نقطۂ آغاز**: یہ بات سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ ہر اصلاحی تحریک کا نقطۂ آغاز کیا ہے؟ امام حسن البنا کی فکری، دعوتی اور اصلاحی تحریک کا نقطۂ آغاز یہ ہے کہ انھوں نے گذشتہ تمام اصلاحی تحریکوں کے تجربات کی مناسب جانچ پرکھ کی، ان سے نئے نتائج اخذ کیے، اپنا حاصلِ مطالعہ ایک اصلاحی تحریک کے آغاز کے لیے چھے بڑے اصولوں کی صورت میں پیش کیا، اور پھر انھی اصولوں پر اپنی تحریک کی بنیاد بھی رکھی۔ انھوں نے واضح کیا کہ ایک اصلاحی تحریک کے اپنے تشکیلی دور میں طریق کار، خصوصیات، مراحل، اہداف اور وسائل کیا ہوتے ہیں؟ یہ بھی بتایا کہ دنیا میں تبدیلی کے لیے ضروری ہے کہ ایک تحریک کا طریق کار وسیع تر تناظر میں ہو، اس کی منصوبہ بندی حقائق پر مبنی راستہ بنانے کی بنیاد پر ہو، اور پیش قدمی کرنے کے لیے اس کا اُفق عالمی اور معتدل ہو۔ یہی اخوان المسلمون کی تحریک کی سب سے اہم خصوصیات ہیں۔

○ **فکری بنیادیں**: یہ اصول ایک وسیع تر تبدیلی کا ضامن ہونے کے ساتھ تمام اصلاحی تحریکوں کے لیے بھی مددگار ہیں۔ ان چھے اصولوں کو ہم مقصد کی وضاحت کا عنوان بھی دے سکتے ہیں۔ فکر، مراحل، اہداف، وسائل اور طریق کار کی وضاحت کو ہم اس نقشے اور ترتیب کے ساتھ پیش کریں گے:

۱- تحریکی اور دیگر افکار کے درمیان واضح اور حتمی طور پر فرق بیان کرنا۔

۲- ترجیحات (بڑے مقاصد) کی مرحلہ وار اہداف کے طور پر حد بندی کرنا، اور ان اصول وحدود کی نشان دہی کرنا کہ جن سے کبھی بھی مقاصد کے حصول کی خاطر تجاوز نہیں ہونا چاہیے۔

۳- راہ دعوت کے بڑے مراحل کی وضاحت کرنا (بیج بونا، اس کی دیکھ بھال کرنا، تنے کا زمین سے نکلنا، اس کا مضبوط ہونا اور پھر اپنی بنیادوں پر کھڑا ہونا)۔

۴- موجودہ بگاڑ کا اندازہ کرنا، اس کے حجم، وسائل، پھیلاؤ اور نشوونما کے سرچشمے کو جاننا۔

۵- اپنی افرادی قوت کا صحیح اندازہ لگانا۔ اصلاح اور تبدیلی کے لیے اپنے ساتھیوں کی قوت ارادی کا صحیح اندازہ ہونا، کیونکہ اصلاح اور تبدیلی کی کٹھن ذمہ داری انھی کو نبھانا ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۶- امکانات اور وسائل کو سامنے رکھنا اور انھیں اس طرح ترتیب دینا کہ ضرورت کے وقت ان کا استعمال ممکن ہو سکے، یا کم از کم بنیادی اہداف کے لیے ان کو بروے کار لایا جاسکے۔

ان چھے اصولوں کو امام حسن البنا کی وسیع تر اصلاحی اٹھان کی فکری بنیادوں سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کی توضیح و تشریح کے لیے بہت سی کتابوں میں مصنفین نے ان کا توصیفی اور شماریاتی حوالے سے تجزیہ کیا ہے۔ دعوتی، تربیتی، سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی پہلوؤں پر بحث کی ہے اور ان امور کا جائزہ لیا ہے، جن کو اس مکتب فکر کے بانی نے نئی مطلوبہ نسل کی تیاری کا ذریعہ بنایا اور جن کے بل بوتے پر ربع صدی کی قلیل مدت میں، قرآن کی علَم بردار پہلی منفرد جماعت تیار ہوئی تھی۔

امام حسن البنا کا ذہن صاف اور فکر پاکیزہ ہے۔ قاری ایک نظر ہی سے ان کی فکری گہرائی کا اندازہ کر لیتا ہے۔ ہر اس فکر کو جسے امام نے اپنی تحریروں، خطبوں، رسائل، ہدایات اور عملی کام کے ذریعے پیش کیا بغیر کسی الجھاؤ کے واضح طور پر سمجھ لیتا ہے۔

○ **اُمت مسلمہ کی زبوں حالی**: اسلام اور اسلامی فکر اجنبی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ علماے دین تک مغرب سے آئی ہوئی لادینیت سے مرعوب ہو چکے تھے اور مصطفیٰ کمال پاشا نے تو لادینیت کو اسلام کے متبادل کے طور پر پیش کر دیا تھا۔ ایسے ہی حوصلہ شکن حالات میں ایک بار ایک انگریز مفکر نے کچھ حساس مسائل کے متعلق امام حسن البنا سے ایک طویل انٹرویو کیا۔ ترجمان حسن البنا کے واضح جوابات نقل نہ کر پایا۔ امام نے اس کو بے چین پا کر مترجم سے کہا: ''ان صاحب سے یہ دریافت کرو کہ کیا آپ نے قرآن پڑھا ہے اور کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے متعلق کچھ جانتے ہیں؟ کیونکہ یہی ہماری دعوت ہے، یہی ہماری پہچان ہے اور اسی کی طرف اخوان المسلمون دعوت دیتی ہے''۔

انھی واضح الفاظ اور جامع کلمات کے ساتھ ہی امام نے ایک بار ۱۹۴۱ء میں نوجوانوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: ''اسلام اور مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا جب وہ بڑے دل خراش حوادث سے دوچار ہوئے، ان پر بہت شدید مصائب ٹوٹے۔ اسلام دشمن قوتیں اسلام کی شمع بجھانے پر تل گئیں اور اس کے شان دار اثرات کو زائل کرنے کی سعی شروع کر دی۔ اس کے بیٹوں (ماننے والوں) کو گمراہ کرنے کے لیے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے۔ اس کی حدود اور قوانین کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



معطل کیا، اس کے لشکر کو کمزور بنا دیا۔ اس کی تعلیمات اور احکام کو کبھی اضافہ، کبھی کمی اور کبھی من مانی تعبیر کے ذریعے بے اثر بنانے کی کوشش کی۔ اسلام کی سیاسی قوت اور اسلامی خلافت کے زوال اور اسلامی لشکر کی سستی، بزدلی اور کمزوری نے ان دشمنان اسلام کو مزید تقویت بہم پہنچائی۔ یہاں تک کہ عالم اسلام کا خاصا بڑا حصہ اہل کفر کے قبضے میں چلا گیا اور مسلمانوں کو طاغوتی سامراج کے زیرسایہ ذلت و رسوائی کے برے دن دیکھنے پڑے"۔

یہ اس ناگفتہ بہ حالت اور شکست خوردہ امت کا ایک ٹھوس تجزیہ ہے، جس کے مطابق عالمِ اسلام کے خلاف ان تین محاذوں پر معرکہ برپا تھا:

**اندرونی محاذ**: عالم اسلام میں علما کی بے بسی، عوام کی جہالت و نادانی اور مسلمانوں کی صفوں میں کمزوری اور اختلاف سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو ذلت و رسوائی سے دوچار کرنے کے لیے یہ محاذ کھولا گیا۔

**بیرونی محاذ**: یہ محاذ اسلام دشمن عناصر کی جانب سے دین اسلام کو کھوٹا ثابت کرنے، اس کے پیروکاروں کو گمراہ کرنے، عالم اسلام پر قبضہ جمانے اور اس کے ذخائر اور معادن کو چرانے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔

**معنوی محاذ**: یہ محاذ ملت کفر کی طرف سے اس لیے قائم ہوا کہ اس کے ذریعے اسلام کی سیاسی قوت کو زائل کیا جائے۔ خلفاے راشدین سے ورثے میں ملے ان تمام اثاثوں یہاں تک کہ ان کی آخری دستاویزات تک کو ضائع کردیا جائے، اسلام کی بچی کھچی فوجی قوت کو تہس نہس کردیا جائے اور عثمانی خلافت (جس کو 'مرد بیمار کے نام' سے یاد کیا جاتا تھا) کے ترکے کو تقسیم کیا جائے اور بالآخر بحیثیت ملّت، مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

○ **اُمت کے لیے لائحہ عمل**: امام حسن البنا نے امت مسلمہ کی نبض پر ہاتھ رکھا اور ان تمام جان لیوا امراض سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ انھوں نے امت کی اندرونی کمزوری، بیرونی تسلط، قیادت کے فقدان اور اسلامی خلافت سے محرومی جیسے مہیب خطرات کے بارے میں خبردار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر بھروسا کر کے ان خطرات سے نبٹنے اور ان مہلک بیماریوں کے علاج کے لیے ایک واضح لائحہ عمل کی شکل میں یہ نسخہ تجویز کیا: 'اخوان المسلمون' کی سب سے پہلی ذمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



داری یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اسلام کا صحیح اور درست تصور پیش کریں، ایسا تصور جس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہو، جس میں کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہ ہو۔ یہ ہماری فکر اور ہمارے لائحہ عمل کا نظری پہلو ہے۔ اسلام کو صحیح طرح سمجھنے کے بعد ہمارا دوسرا کام یہ ہے کہ ہم لوگوں سے پرزور مطالبہ کریں کہ اب اس اسلام کو عملی جامہ پہنائیں اور عملی زندگی میں اس کو نافذ کریں۔ یہ ہماری فکر اور ہمارے لائحہ عمل کا عملی پہلو ہے۔ اس پوری تحریک اور اس کے لائحہ عمل میں اللہ کی لاریب اور محکم کتاب، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ احادیث، سلف صالحین کا کردار اور ان کی سیرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ ہماری ساری جدوجہد سے ہمارا مقصود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول، اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا اور تمام انسانوں کے لیے راہ نمائی اور ہدایت کا سامان کرنا ہے"۔

امام کے یہ چند جملے اسلام کے ہر مجاہد اور دین کے ہر پاسبان کے لیے زادِراہ اور نقشۂ کار (روڈمیپ) کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام کے ان چھے نکات کی تشریح سے درحقیقت اس پریشان کن سوال کا جواب اور اس بڑے چیلنج کا توڑ فراہم ہوا، جس کے سامنے عثمانی خلافت کے خاتمے سے لے کر اس وقت تک بہت ساری اسلامی اور اصلاحی تحریکیں لاجواب نظر آتی تھیں اور وہ پیچیدہ سوال یہ تھا کہ: ہمیں کیا کرنا ہے؟ یا یہ کہ: ہم کیا کرنا چاہتے ہیں؟

اس سوال کا تفصیلی اور جامع جواب دیتے ہوئے امام حسن البنا نے فرمایا:

**فرد کی تیاری:** سب سے پہلے ہم ایک ایسا مسلم فرد تیار کرنا چاہتے ہیں، جو اپنی فکروعقیدے، اخلاق و جذبات اور اپنے عمل کے لحاظ سے مکمل طور پر مسلمان ہو، یہی ہماری بنیاد ہے۔

**مسلم گھرانا:** ہم ایک مسلم گھرانا بنانا چاہتے ہیں، ایسا گھرانا جو اپنے فکروعقیدے، اپنے اخلاق و جذبات اور اپنے عمل اور تصرف کے لحاظ سے مسلمان ہو۔ اس لیے ہم خواتین کے لیے بھی اتنا ہی اہتمام کرتے ہیں جتنا مردوں کے لیے، اور بچوں کے ساتھ اتنی ہی رعایت برتتے ہیں جتنی جوانوں کے ساتھ۔ ایک مسلم گھرانے کی تشکیل بھی ہمارے تربیتی پروگرام کا حصہ ہے۔

**مسلم معاشرے کی تعمیر:** تربیت کے ان تمام پہلوؤں کو نظر میں رکھتے ہوئے ہم مسلم معاشرے کی تعمیر چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم دن رات ایک کر کے اپنی دعوت ہر گھر تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ ہماری آواز ہر جگہ سنی جائے۔ گاؤں گاؤں اور شہر شہر اس کا چرچا ہو۔ اپنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



دعوت لوگوں تک پہنچانے میں ہم کسی بھی جائز ذریعے کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی اور لاپروائی نہیں ہونے دیتے۔

**اسلامی ریاست کی تشکیل:** اگلے قدم میں ہم ایک ایسی اسلامی ریاست کی تشکیل چاہتے ہیں، جو مسجد کی طرف لوگوں کی راہ نمائی کرے۔ لوگوں کو اسی طرح اسلام کی راہ پر لگائے جس طرح اس سے پہلے ابوبکرؓ، عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے لگایا تھا۔ ہم واشگاف الفاظ میں اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم کسی بھی ایسے حکومتی نظام کو نہیں مانتے جو اسلام کی بنیاد پر استوار نہ ہو اور اسلام سے راہ نمائی نہ لیتا ہو۔ ہم اسلام کی تمام اخلاقیات کو زندہ کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کریں گے اور اسی بنیاد پر اسلامی سلطنت کے قیام کے لیے سرتوڑ کوششیں کرتے رہیں گے۔

**متحدہ عالم اسلام:** ہم عالم اسلام کے ہر اس حصے کو آپس میں جوڑیں گے جو مغربی سیاست اور یورپی لالچ کی بدولت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر شکست و ریخت کا شکار ہو گیا ہے۔ ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس جغرافیائی تقسیم اور ان عالمی معاہدات کو تسلیم نہیں کرتے جن کی وجہ سے عالم اسلام کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، جنھیں بڑی آسانی کے ساتھ کوئی بھی غاصب تر نوالہ بنا سکتا ہے۔ ایک بالشت بھر زمین جہاں ایک بھی کلمہ گو مسلمان بستا ہو، اگر دشمن کے قبضے میں ہو تو ہماری غصب شدہ اسلامی سرزمین ہے، اس کی آزادی ہمارا فرض ہے۔ اسی طرح عالم اسلام کے تمام حصوں کو آپس میں جوڑنا بھی ہمارے پروگرام کا حصہ ہے۔ اسلامی عقیدے کی رو سے ہر طاقت ور مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر اس شخص کا حامی اور مددگار بنے جو قرآن پاک پر ایمان رکھتا ہو۔ کسی بھی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایمان اور عقیدے کے رشتے پر دوسرے رشتوں کو مقدم رکھے۔ اسلام میں عقیدہ ہی اصل بنیاد ہے۔

**سامراجی و غاصبانہ قبضے کا خاتمہ:** ہمارا عزم ہے کہ ان تمام سرزمینوں پر ایک بار پھر اسلام کا پرچم بلند ہو جو کسی زمانے میں اسلام کی برکات سے فیض یاب ہوئیں اور جہاں مؤذن نے ایک بار بھی تکبیر اور تہلیل کی آواز بلند کی ہو، اور جن کو ظالم اور غاصب طالع آزماؤں نے اسلام کی روشنی اور برکات سے محروم کر کے کفر کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔

وہ اپنی بات کو خوبی سے اس مختصر جملے میں سمیٹ لیتے ہیں: ’’ہم پر فرض ہے کہ ہم اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اسلامی سلطنت کی عظمت رفتہ کو لوٹانے کے لیے کوشاں رہیں جو عدل و انصاف پر مبنی تھی اور جس کا مقصد لوگوں میں ایمان کی روشنی پھیلانا اور ان کو ہدایت سے ہم کنار کرنا تھا"۔

اس مختصر جملے سے ہم واضح طور پر ان کے طریق کار اور پروگرام کو سمجھ سکتے ہیں۔ کیا ہم اس واضح تصور کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں جو ابھی تک اپنے ان سوالات کے اسیر بن کر یہ پوچھتے ہیں کہ: ہم کون ہیں؟ کیا خیر امة اخرجت للناس کا اعادہ اسی طریق کار کے مطابق ممکن ہے، جس کے ذریعے سے صحابہ کرامؓ کی جماعت تیار ہوئی تھی؟ امام حسن البنا نے جو طریق کار مذکورہ بالا چھے نکات میں بیان کیا ہے، کیا یہ امت کو غلامی سے نجات دلانے اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے اعادے کے لیے کامیاب نسخہ ہے؟ کیا دوسرے پروگرام، اصلاحی تحریکیں اور طریق کار بھی اس حوالے سے موجود ہیں؟

میں اپنے مقالے ان سوالات کے مختصر جوابات اس انداز سے پیش کرنے کی کوشش کروں گا، جس سے امام حسن البنا کے طریق دعوت اور اصلاحی پروگرام کی بہتر وضاحت ہو سکے۔

○ **واضح فکری بنیادیں:** ہماری نظر میں حسن البنا کی فکر میں جو نیا اسلوب پایا جاتا ہے اس کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے: اسلام کا وسیع تر اور جامع فہم اور مخاطبین دعوت کی نفسیات اور شخصیت سے آگاہی۔

اندرونی جھگڑوں، اختلافات اور کھینچا تانی کے سبب اسلامی فکر کی اساسی بنیادیں ذہنوں سے محو ہو چکی تھیں۔ اجتہادی مدارس بانجھ ہو چکے تھے اور فقہی اور دینی مراکز رخصت ہونے کو تھے، جن کے سبب اسلام کی بنیادی فکر فقہی مدارس، مختلف فکری مکاتب، تربیتی مناہج، علمی اداروں، تصوف کے نزاعات، متنازع اصلاحی تحریکوں، ادھوری انفرادی کوششوں اور حکومتی اداروں میں تقسیم ہو کر گردش زمانہ کی نذر ہو چکی تھی۔

اسی دوران حسن البنا نے گذشتہ عہد اور عصر حاضر کے فکری مکاتب اور اصلاحی تحریکوں کا بغور مطالعہ کیا اور ان سب کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے جدید فکری خطوط وضع کیے۔ درج ذیل تین اہم خصوصیات کی وجہ سے ان کی اس فکر کو امتیاز اور فوقیت حاصل ہے:

۱- یہ جدید طرز فکر، انتہائی واضح سلیس اور عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۲- یہ اسلام کے وسیع تر تصور، روایت اور دقیق فہم کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

۳- یہ ہمہ گیریت ایک دوسرے سے تعاون کرنے سے عبارت ہے۔

میری راے میں یہ ہیں وہ بنیادی نکات، جو امام حسن البنا کی اس تجدیدی فکر کو دوسرے تمام مکاتب فکر سے جدا کر دیتے ہیں۔ یہ ہے وہ عمدہ اور اہم تجدیدی کام جس کی بدولت اسلامی دعوت اور اسلامی فکر اپنے اصل سرچشمے کی طرف لوٹی۔ اس کی برکت سے اس اضطراب کا ازالہ ہوا جو اس وقت اسلام کے بارے میں لوگوں کے دلوں اور ذہنوں میں پایا جاتا تھا اور اسی کے سبب اس دورنگی اور تضاد سے چھٹکارا ملا جس میں مسلمان عملی طور پر مبتلا تھے۔

امام حسن البنا کا یہ کارنامہ، فکری تجدید کے میدان میں ایک اہم پیش رفت ہے۔ افکار کی پراگندگی اور اضطراب دوسری مشکلات کے مقابلے میں زیادہ پیچیدہ اور تکلیف دہ ہوا کرتا ہے۔ معاشرہ پراگندہ افکار، اجتماعی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی لحاظ سے شکست و ریخت سے دوچار تھا۔ امت مسلمہ قیادت کے بحران اور انتشار کا شکار تھی۔ کچھ کام اجتماعی اور انفرادی سطح پر اخلاص کی بنیاد پر بھی کیا گیا۔ لیکن فہم کی کمزوری مطلوبہ نتائج کے راستے میں رکاوٹ تھی۔ ہر مکتب فکر ایک مخصوص خول میں بند تھا۔ تنگ نظری اور عدمِ برداشت ایک بڑا مسئلہ بن گیا تھا۔ ہر مکتب فکر کی قیادت اس کوشش میں تھی کہ صرف اسی کی فکر کو فروغ ملے۔

**نمایاں طرز ہاے فکر:** اس زمانے میں فکری میدان دو قسم کے طرز فکر رکھنے والوں کے لیے خالی تھا۔

**صوفی طرزفکر:** علم فضائل اور علم سلوک اس مکتب فکر کے اہتمام کا مرکز بنے رہے۔ بلاشبہہ اس مکتب فکر کی کچھ اچھائیاں بھی ہیں لیکن کئی کمزوریاں یا خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔

**فلسفی اور جدلی طرز فکر:** جس کا بنیادی کام اسلام کے حوالے سے شکوک و شبہات کو دفع کرنا، فقہی مسائل پر توجہ دینا اور مناظروں اور مباحثوں کا بھرپور اہتمام کرنا تھا۔ اس مکتب فکر کے اپنے منفی و مثبت پہلو ہیں۔

○ **اصولی نقطۂ نظر:** اسی اثنا میں امام حسن البنا نے قرآن کریم کی سورۂ انفال (۸:۶۱) کے ایک جامع لفظ 'اعدو' پر ہاتھ رکھ کر پوری انسانیت کو مخاطب کر کے کہا کہ لوگو! راستہ یہاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہے۔ انھوں نے اس کلمے کو اپنی جماعت کا شعار بنا لیا، تاکہ تیاری کا فریضہ ایک مستقل اور پایدار فریضے کے طور پر ہمیشہ امت کے سامنے رہے، جو قرآن پاک کی تعلیمات کی روشنی میں جاری و ساری رہے گا۔ قرآن کریم (مصحف شریف) کے گرد دو تلواریں بنا کر اس بات کو ذہن نشین کرایا کہ اس قرآنی قانون اور قرآنی ہدایات کو درحقیقت حکمرانی کا اختیار حاصل ہے۔

ہم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے امام نے جو ارشاد فرمایا، اس سے پوری فکر کی وضاحت ہو جاتی ہے اور مستقبل کے جامع لائحہ عمل پر روشنی پڑتی ہے: ''ہم قرآن پاک کی جامع دعوت کی حامل تحریک ہیں۔ نفس کے تزکیے، روح کی پاکیزگی و بالیدگی اور اللہ بزرگ و برتر سے دلوں کو جوڑنے میں ہم اہل تصوف کا تسلسل ہیں۔ خدمت خلق سے سرشار، انسانیت کے لیے نافع، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے، مصائب اور تکالیف میں مبتلا لوگوں کے کام آنے والے، معاشرے کے پسے ہوئے، غریب اور نادار افراد کی امداد کے لیے ہمیشہ تیار، اور باہم برسرپیکار گروہوں میں صلح و صفائی کرانے کے ناتے ہم ایک فلاحی تنظیم ہیں۔ ہر قسم کے جہل اور فقر سے نبرد آزما اور روحانی و جسمانی تمام امراض کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم ایک سماجی و فلاحی (social) ادارہ ہیں۔ ہم وہ اصولی سیاسی پارٹی ہیں جس کا مقصد امت میں وحدت کا قیام ہے، جو کہ تمام شخصی مصالح اور اغراض سے بالاتر ہو کر اہداف کا تعین کرنے، لوگوں کی راہ نمائی کرنے اور ان کو صحیح سمت دینے کے لیے کوشاں ہے۔ لوگو! سنو: جو اسلام کو صحیح طور پر جان گیا، وہ ہمیں اسی طرح پہچان لے گا جس طرح اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ پس اسلام کو سمجھو--- پھر ہمارے حوالے سے جو کچھ کہنا چاہو کہو''۔

امام حسن البنا نے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے: ''میں وہ سیاح ہوں جو حقیقت کی تلاش میں نکلا ہے۔ وہ انسان ہوں جو لوگوں کے درمیان انسانیت کو ڈھونڈنے چلا ہے، اور وطن کا ایسا باشندہ ہوں جو اپنے وطن کے لیے دل کی گہرائیوں سے اسلام کے سایے تلے عزت، آزادی، امن اور پاکیزہ زندگی کا خواہاں ہے''۔

اسلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''اسلام زندگی بھر کے تمام مسائل کو منظم کرتا ہے۔ اس کے ہر مسئلے میں فتویٰ اور حکم دیتا ہے اور ہر معاملے کو سلجھانے کا منظم اور واضح طریق کار پیش کرتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہے۔ کسی بھی بنیادی اصلاح طلب مسئلے کو حل کرنے میں لاجواب ہی نہیں بلکہ ان تمام نظاموں کی اصلاح کی مکمل اہلیت رکھتا ہے جن کی اصلاح کی بنی نوع انسان کو ضرورت پیش آسکتی ہے"۔

اپنی فکر کو بڑے مختصر اور جامع انداز میں یوں پیش کیا: "ہماری فکر کا خلاصہ یہ ہے: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مومنوں کی ایک ایسی نئی نسل تیار کرنا جو اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں اعلیٰ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو، اس کے بلند اخلاقی معیارات پر کاربند ہو اور اپنی پوری زندگی اسلام کے رنگ میں رنگ لے: صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرہ ۲:۱۳۸) "اللہ کا رنگ اختیار کرو اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا؟"

۱۹۲۸ء، یعنی یوم تاسیس ہی سے اس تحریک میں وہ تمام حرکی ادبیات موجود تھیں، جو اب ایک ہمہ گیر عالمی مکتب فکر کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ اس لیے کہ اخوان المسلمون، اسلام کی پہلی دعوت کا تسلسل اور اس کی صداے بازگشت ہے۔ حقیقت میں اسی روز سے اس دعوت کا آغاز ہو گیا تھا جس دن قرآن پاک کی پہلی آیت اقــرا--- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ بنیادی طور پر یہی اقرا کا کلمہ ہی مسلمان علما اور مفکرین کی تشریحات کی روشنی میں اس بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور زندگی کے تمام شعبوں کی اصلاح کے لیے ایک اصولی پروگرام کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس سلسلے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں پوری اُمت کے لیے ایسے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی بدولت لوگوں کے عقیدے، اخلاق، طرزِ فکر، تغیر اور انقلاب کے اسالیب اور اسی طرح زندگی کے ہر میدان میں ایک تغیر رونما ہوا۔ لوگ، لات، منات، عزیٰ اور ہبل کو چھوڑ کر ایک اللہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

یہ اصولی پروگرام پوری کائنات اور کائنات کی ہر ایک چیز کے لیے وضع کیا گیا۔ چنانچہ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان، جن اور ملائکہ سب کے سب اس نظام کے پابند ہیں۔ سب اللہ پاک کی تقدیس اور تسبیح کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ جو شخص اسلام کے اصل سرچشمے سے سیراب ہونے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لیے اسلام کا پیغام کتنا واضح اور آسان ہے اور نشانات راہ دکھانے کے لیے اس کا طریق کار کتنا روشن ہے ـــــ ذرا ملاحظہ کیجیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اپنا سفیر بنا کر یمن روانہ فرمایا تو چار مختصر جملوں میں انھیں دعوت اور تبلیغ کا پورا طریق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



سمجھا دیا۔ آپؐ نے فرمایا: سب سے پہلے ایمان کی دعوت (شہادتین کا اقرار)، اگر اس کو انھوں نے قبول کرلیا تو اس کے بعد ان کو اسلام کے بنیادی قواعد وضوابط کی طرف دعوت دینا، اگر اس کو بھی انھوں نے تسلیم کرلیا تو پھر ان کو مقاصد کلمہ کی طرف دعوت، اور اس کے بعد پھر اجتہاد کا مرحلہ آتا ہے۔ کتنے واضح آسان تدریجی اسلوب کی راہ نمائی اس مثال میں ملتی ہے۔

اخوان المسلمون کی فکر کا خلاصہ اس کے بانی کی نظر میں ان کلمات میں پیش کیا جاسکتا ہے:

عالمِ اسلام اور اس کے توسط سے پوری نوع انسانیت اپنی دینی پیاس بجھانے کے لیے اس صاف وشفاف چشمے کی طرف لوٹ آئے جس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا: ''میں تمھارے درمیان دو ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم اس پر کاربند رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، اللہ کی کتاب اور میری سنت''۔

انفرادی دعوت اور تدریجی اصلاح سے اس کام کا آغاز ہوگا۔ یہ کام فرد سازی سے لے کر زمانے کی راہ نمائی، خلافت کی اقامت اور ہر طاغوت سے پورے عالم اسلام کی مکمل آزادی تک جاری رہے گا۔ اس ہمہ گیر تحریک میں ہمارا زادِ راہ گہرا اور پختہ ایمان، مستحکم تربیت، مضبوط اخوت اور بھائی چارہ اور پیہم اور مسلسل عمل ہوگا۔ انھی عام فہم بنیادی اصولوں پر امام حسن البنا نے اپنی تحریک کے طریق کار کی بنیاد رکھی، جس نے اخوان المسلمون کی صورت میں ایک بہت بڑی عالمی تحریک کی حیثیت اختیار کی۔

جوانوں کے نام ایک پیغام میں امام حسن البنا شہید نے اس تحریک کے مراحل اور وسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: ''اخوان المسلمون کی تحریک کے مراحل متعین اور واضح ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم کو کیا کرنا ہے۔ وہ تمام وسائل بھی بالکل ہماری نگاہ کے سامنے ہیں جن کو استعمال کرکے ہم اپنے وضع کردہ مقاصد کو حاصل کرسکتے ہیں۔ سب سے پہلے مسلمان فرد، مسلم گھرانے، مسلم معاشرہ اور اس کے بعد اسلامی ریاست کا قیام، عالم اسلام کی تمام سرزمینوں کو یک جا کرکے ایک بڑی اسلامی مملکت کا قیام ہمارے پروگرام کا حصہ ہے، جہاں اسلام کا پرچم سربلند ہو۔ اس کے بعد ہم تمام انسانیت کے سامنے برملا اور ہر حالت میں اس دعوت کا اعلان کریں گے اور دنیا کے کونے کونے تک اس کو پہنچائیں گے''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



○ **دعوت دین کی بنیادیں:** یہ بات درست ہے کہ اسلام اپنی بنیادی تعلیمات کے لحاظ سے بالکل واضح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (یوسف ۱۲:۱۰۸) "اے نبیؐ ان سے کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔ چنانچہ راستہ روشن ہے۔ دعوت الی اللہ کا مفہوم واضح ہے، بصیرت موجود ہے، ذمہ داری متعین ہے، تزکیہ نفس یقینی ہے اور کفر و شرک کے شائبے سے دوری ان سب کی بنیاد ہے۔

یہ عام بنیادی اصول ہیں جو کہ تمام داعیان دین، مصلحین امت اور علما و فقہا کے درمیان قدر مشترک ہیں، لیکن ان کی روشنی میں کچھ خاص اصول متعین کرنے کی ضرورت ہے جن کے ذریعے سدالذراع کے دائرے میں رہ کر باریک بینی اور اعتماد کے ساتھ اپنے اہداف کی طرف پیش قدمی کا طریق کار متعین کیا جاسکے، اور اندھیرے میں تیر چلانے والوں کے لیے غلط تاویلات کا دروازہ بند کیا جاسکے، جو کہتے ہیں کہ جب اسلام موجود ہے تو پھر لوگوں کو اسلام کا جدید فہم حاصل کرنے کی تجویز دینے کا کیا مطلب؟ جب اسلام کے اصول و مبادی بدیہی طور پر دین کا حصہ ہیں تو پھر اس پر نظرثانی اور نئی کانٹ چھانٹ کی کیا ضرورت ہے جس کو تم اپنے کارکنان کے لیے معیار قبولیت بناتے ہو۔ ان تمام سوالات کا جواب نہایت سیدھا اور آسان ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فکر و تدبر اور زمین و آسمان کی پیدایش میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ خود اسلام نے ہمیں اجتہاد و تجدید کی طرف بلایا ہے۔

جن قابل ذکر مسائل میں نظرثانی اور تجدید کی ضرورت ہے ان میں ایک مسئلہ وہ اصول و مبادی ہیں جن کا بنیادی تعلق میدان دعوت سے متعلقہ مسائل سے ہے، تاکہ ایسے مشترکہ اصول وضع کیے جاسکیں جو تمام مسلمانوں کے لیے ایک مشترک فکری پس منظر قائم کرسکیں۔

اگر پوری دنیا کے مسلمان قرآن پاک کو ایک درست اور مقدس قانون کے طور پر تسلیم کرتے اور مانتے کہ: لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حٰم السجدہ ۴۱:۴۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



''باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے'' تو پھر خود زمانے کے افکار ونظریات کی تصحیح وترمیم کے لیے کچھ مشترکہ اصول وضع کرنے ہوں گے، اور ایسے متفقہ قواعد وضوابط مرتب کرنے ہوں گے جن کے ذریعے اسلام کو سمجھا جاسکے۔ دعوت کا آغاز اس اصول کے تحت کیا جائے کہ علما دین کا اجماع حجت قاطع ہے اور ان میں اختلاف کی صورت میں فیصلہ کن حیثیت قرآن کو حاصل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (النساء ۶۵:۴) ''نہیں اے محمدؐ، تمھارے رب کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو، اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ اسے پوری طرح تسلیم کرلیں''۔

امام حسن البنا ارشاد فرماتے ہیں: ''میں چاہتا ہوں کہ اس وضاحت کو پرکھنے کے لیے میں ایک معیار مقرر کروں۔ میری کوشش ہوگی کہ بات آسان اور سلیس زبان میں ہو اور قاری کو سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے، اور اُمت اسلامیہ میں سے کوئی بھی میری اس بات سے اختلاف نہیں کرے گا کہ وہ معیار اللہ کی کتاب ہے، جس کے سرچشمے سے ہم سیراب ہوتے ہیں اور جس کی حکمت ودانائی کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں۔''

امام حسن البنا نے اسلام اور اسلامی دعوت کو سمجھنے کے لیے قرآن پاک ہی کی مدد سے مراحل کا تعین کیا اور انھیں ۲۰ اصولوں کی شکل میں پیش کیا ہے۔ انھوں نے ان اصولوں کو دو اہداف کے حصول کے لیے تمام مسلمانوں کے مابین قدر مشترک قرار دیا ہے:

۱- روز بروز بڑھتے اور شدت اختیار کرتے ہوئے اختلافات سے اجتناب۔

۲- ایک ایسی دینی قیادت کی تشکیل، جس کی طرف اسلامی امور میں رجوع کیا جاسکے۔

یہ ایک ایسی کوشش ہے جس کی صحت اور وقعت تاریخ نے ثابت کردی۔ یہ اتحاد بین المسلمین کی طرف ایک اہم پیش رفت ہے جس پر بالا جماع تمام مسلمان متفق ہیں۔ یہ دوریاں ختم کرتی ہے، ایسے آسان راستوں کی نشان دہی کرتی ہے جس کے ذریعے ہم عقائد، اصول اور سیاسی اجتہادات کے حوالے سے موجود نظریات کی درستی اور ان کا صحیح فہم وادراک کرسکیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



یہ '۲۰ اصول' اتنے مشہور ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان تہذیبی یک جہتی کے دستور کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ لہٰذا ان کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان اصولوں کے اصل مصدر رسالۃ التعالیم اور خاص طور پر محمد الغزالی اور یوسف القرضاوی کی تحریروں کا حوالہ دینا کافی سمجھتا ہوں۔ تاہم اپنے موقف کی وضاحت کے لیے بعض مقامات کی طرف صرف اشارہ کروں گا۔

امام حسن البنا فرماتے ہیں: ''اسلام ایک ہمہ گیر نظام ہے جو زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہے، چنانچہ وہ ریاست وحکومت کے معاملات میں بھی دخل دیتا ہے اور تعمیر وطن وتشکیل امت کی ذمہ داری بھی اپنے سر لیتا ہے۔ وہ اخلاق وکردار اور شفقت ورحمت کا مظاہرہ بھی کرتا ہے اور علم وثقافت اور قانون وعدل کا انتظام بھی کرتا ہے۔ وہ کسب مال اور دولت وثروت کی راہیں بھی متعین کرتا ہے۔ یہ ایک دعوت، ایک نظریہ، ایک جہاد اور لشکر بھی ہے اور ایک سچا عقیدہ اور عبادت بھی ہے''۔ گویا اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔

**دعوت کے مشترکہ اہداف:** یہ ہے اسلام کی اصل حقیقت، جو اللہ کا نازل کردہ دین ہے، زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ عملیت پسند اور متوازن ہے اور ہر زمانے اور ہر جگہ ہر انسان کے لیے قابلِ عمل ہے۔ اصل مسئلہ ان کلی اصولوں کے سمجھنے کا ہے کہ کس طرح ہم ان سے فروعی مسائل اخذ کر سکتے ہیں اور کس طرح ہم تدریج کے ساتھ ان سے شرعی احکام کے نفاذ کے لیے جزئیات اخذ کر سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں امام شہید نے فرمایا: ''قرآن کریم اور سنت مطہرہؐ، اسلامی احکام کے سمجھنے میں تمام مسلمانوں کے لیے مرجع ہے، اور قرآن بغیر کسی مشکل کے سمجھا جا سکتا ہے، جب کہ سُنت نبوی کے مطالب سمجھنے کے لیے با اعتماد ماہرین حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ پھر اس بنیادی اصول سے کئی ضوابط نکلتے ہیں:

— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی انسان معصوم نہیں ہے۔

— سلف نے اپنے دور میں اجتہاد کیا، اس میں جو کچھ قرآن وسنت کے موافق ہے اسے ہم قبول کریں گے اور جو مخالف ہے اسے رد کریں گے، تاہم ان پر طعن وتشنیع نہیں کریں گے۔

— ہر عالم کا حق ہے کہ وہ قواعد وضوابط کے مطابق اجتہاد کرے۔ جو لوگ عالم نہیں ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



وہ ائمہ دین میں سے کسی کا اتباع کریں گے، اور خود بھی کوشش کریں گے کہ کسی شرعی قاعدے کی مخالفت سے بچتے ہوئے احکام کے دلائل معلوم کریں۔

— فقہا کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کریں اور اختلاف و تفرقہ کے مسائل سے بچیں، خواہ وہ نص کے ظاہری معنی مراد لیں یا مقاصد شریعت کی روح کو مدنظر رکھیں۔

— عقیدہ عمل کی بنیاد ہے، نیت اعمال سے زیادہ اہم ہے، تاہم دونوں میں کمال حاصل کرنے کی کوشش مطلوب ہے۔

— ان معاملات میں اجتہادی رائے قابل احترام اور قابل عمل ہے کہ جن کے بارے میں کوئی صریح نص موجود نہ ہو یا نص تو موجود ہو، لیکن اس میں مختلف معانی کا احتمال ہو اور جس کا مقصد مصالح عامہ کا حصول ہو۔ تاہم اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ کسی شرعی قاعدے سے متصادم نہ ہو اور عرف و عادت اور زمان و مکان کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

— فقہی اختلافات کو تفرقہ بازی کے لیے وجہ جواز نہیں بنایا جاسکتا، بلکہ اخوت و محبّت اور باہمی تعاون کی فضا میں فقہی اختلافات میں بحث و جستجو کرنا عبادت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ حقیقت تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔

— ہر وہ مسئلہ جس کا تعلق عمل سے نہیں، اس میں وقت صرف کرنا صحیح نہیں ہے۔ غلط 'عرف' شرعی الفاظ کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا۔ شریعت میں چیزوں کے نام نہیں ان کی حقیقت معتبر ہے۔

— یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی مسلمہ سائنسی حقیقت شریعت کے کسی قاعدے سے متصادم ہو، جو چیز قطعی ہو وہ ظنی پر مقدم ہے اور تصادم کی صورت میں شرعی اصول کا اتباع مقدم ہوگا۔

— اسلام عقل کو وہم اور خرافات سے آزاد کرتا ہے اور غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ حدیث نبویؐ ہے: علم و حکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے۔ جہاں کہیں بھی اسے ملے وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ (ترمذی)

یہ بنیادی اصول امام حسن البنا کی فکر کے واضح پیمانے ہیں۔ امام حسن البنا شروع ہی سے اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے کہ اصل مسئلہ جو اسلام اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہے، وہ مقاصد شریعت کے صحیح فہم کا نہ ہونا اور ان بنیادی اصولوں کے معیار کا فقدان ہے۔ حسن البنا شہید نے اپنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۲۰ اصولوں میں ان باتوں کی وضاحت کی ہے۔ چھٹی سالانہ کانفرنس سے خطاب میں یہ کہتے ہوئے اس پر مہر تصدیق ثبت کی کہ: ''میرے بھائیو! اچھی طرح سے جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے اوپر احسان کیا اور تمھیں اسلام کا صحیح اور وسیع تر مفہوم عطا کیا جو زمانے کو ساتھ لے کر چلتا ہے، تمام امتوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، اور لوگوں کو خوشی فراہم کرتا ہے۔ جو جمود، اباحیت اور فلسفیانہ پیچیدگیوں سے پاک ہے، جس میں کوئی افراط وتفریط نہیں ہے، جو قرآن وسنت اور سلف صالحین کی سیرت سے منصفانہ طریقے سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ ایک سچے مومن کے دل سے تم نے اسے قبول کیا اور اسی سے آپ نے عقیدہ وعبادت، وطن وشہریت، حکومت وقوم، قرآن وتلوار اور اللہ کی سرزمین پر مسلمانوں کی نیابت کی پہچان حاصل کی''۔

○ **نصب العین**: امام حسن البنا نے بنیادی طور پر صرف ایک ہی ہدف کو اپنا نصب العین بنایا جو باقی تمام متعلقہ اہداف کا سرچشمہ ہے۔ وہ تمام آرزوئیں اور خواہشات اس سے خارج ہوجاتی ہیں، جو انفرادی اور اجتماعی طور پر انسانی زندگی کو لاحق ہوتی رہی ہیں۔ بنیادی ہدف کو بالکل واضح، بلند اور محبوب ہونا چاہیے۔ اسے صرف وہ حاصل کرسکتا ہے جو اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لے اور اس کے لیے اپنے دل میں اخلاص پیدا کرلے۔ وہ پہلے مرحلے میں لوگوں کو اللہ سے جوڑے اور دوسرے مرحلے میں اپنی آرزوؤں کو جنت کے لیے مؤخر کرے۔ یہ بلند نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے، جس کے لیے امام حسن البنا نے تگ ودو کی، اسے اپنا شعار بنایا اور لوگوں کو دعوت دی کہ اس کو اپنے نفس اور اپنی زندگی میں عمل میں ڈھال دیں تاکہ وہ اللہ والے بن جائیں۔ اخوان المسلمون نے اس ہدف کو امام کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد اپنے متفقہ نعرے ''اللہ ہمارا مقصود ہے'' کے ذریعے دوام بخشا۔ چنانچہ امام کی زندگی ہی میں انھوں نے بھرپور جرأت اور اعتماد کے ساتھ اپنے زوردار نعروں کے ذریعے زمین کو ہلا کر رکھ دیا، جو محض نعرے نہیں تھے بلکہ یہ ایک قابل تنفیذ پروگرام اور قابل عمل رویہ ہے۔

یہ ایسا قول فیصل ہے جو اخوان المسلمون کو تمام جماعتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ نصب العین کتنا واضح ہے، جو اخوان المسلمون کی پہچان بن چکا ہے۔ اخوان کے کارکن اسی کو سامنے رکھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اسی کو حاصل کرنے کے لیے تگ ودو کرتے ہیں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اور بانیِ جماعت کی ہدایات کے مطابق اسی کے گرد جمع ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ انھوں نے اپنے قریبی ساتھیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ: ''ہم کیا چاہتے ہیں؟'' اور پھر خود ہی اخوان کے واضح طریق کار کے مطابق جواب دیا: ''کیا ہم مال و دولت چاہتے ہیں جو سایے کی طرح عارضی ہے، یا ہم دنیا کے جاہ و جلال کے طلب گار ہیں، یا ہم زمین کے اوپر حکمرانی اور سلطنت چاہتے ہیں، حالانکہ یہ زمین اللہ کی ہے اور یُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط (اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ الاعراف ۷:۱۲۸)، جب کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سامنے رکھتے ہیں: تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (القصص ۲۸:۸۳) ''وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کر دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور انجام کی بھلائی متقین ہی کے لیے ہے''۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم اس دنیا اور اس کے جاہ و جال سے کچھ نہیں چاہتے، نہ ہم اس کے لیے کام کرتے ہیں اور نہ اس کی طرف دعوت دیتے ہیں بلکہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ آپ کے سامنے صرف دو اہداف ہیں:

۱- ایک یہ کہ اسلامی ممالک ہر بیرونی تسلط سے آزاد ہو جائیں۔ یہ ہر انسان کا فطری حق ہے، جس کا انکار کوئی ظالم و جابر آمر ہی کر سکتا ہے۔

۲- دوسرا یہ کہ اس آزاد وطن میں ایک آزاد اسلامی سلطنت قائم ہو جو اسلام کے احکام پر عمل کرے، اس کے اجتماعی نظام کو نافذ کرے، اس کے راست اصولوں کا اعلان کرے اور اس کی حکیمانہ دعوت کو تمام لوگوں تک پہنچائے۔ جب تک یہ حکومت قائم نہیں ہوگی تمام مسلمان گنہگار رہوں گے اور اس کے قیام کے سلسلے میں کوتاہی و لاپروائی پر اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوں گے''۔

''ہماری دعوت کے دو نکتے روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں: وطن کی آزادی اور اسلامی مملکت کا قیام''۔ اس کے بعد امام حسن البنا اپنے طریقۂ کار کے مراحل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہم چاہتے ہیں کہ پہلے ایک مسلم فرد، پھر مسلم گھرانا اور مسلم قوم پیدا ہو۔ پھر ایک مسلم حکومت قائم ہو اور پھر ایک ایسی مملکت وجود میں آئے جو تمام اسلامی حکومتوں کی قیادت کرے، بکھرے ہوئے مسلمانوں کو یک جا کر کے انھیں ان کا کھویا ہوا مقام واپس دلا دے اور ان کی غصب شدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



زمین اور چھینے ہوئے علاقے بازیاب کرائے۔ پھر وہ جہاد اور دعوت الی اللہ کا علم بلند کرے تاکہ پوری دنیا اسلام کی تعلیمات سے بہرہ مند ہو جائے۔"

اخوان المسلمون کا بنیادی ہدف لوگوں کو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت، جس کے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں، کے ذریعے سے اللہ کی رضا تک پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ (ذاریات ۵۱:۵۶) "میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"۔ اور عبادت کا حق ادا کرنے کے لیے تعمیر وطن اور ہر طاغوت سے اس کی آزادی ضروری ہے، تاکہ لوگ اللہ سے جڑ سکیں اور انھیں ایمان باللہ اور اعمالِ صالحہ پر اُبھارا جاسکے۔

یہ وسیع تر پیغام ہے جسے اخوان تمام لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ امام البنا نے اس پیغام کا دو مختصر جملوں میں خلاصہ پیش کیا:

۱- اُمت کو تمام سیاسی پابندیوں سے نجات دلانا تاکہ اسے مکمل آزادی حاصل ہو جائے۔

۲- اُمت کی تشکیل نو کرنا، تاکہ وہ دیگر اقوام کے اندر رہ کر آگے بڑھے اور معاشرتی بلندیوں کو حاصل کرنے میں اُن کا مقابلہ کرے۔

یہ دونوں جزو لازم وملزوم ہیں۔ تعمیر نو اس وقت تک ممکن نہیں جب تک سابقہ عمارت کو گرایا نہ جائے، مثلاً ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے غیر اللہ کا انکار کرنا ضروری ہے۔ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ (البقرہ ۲:۲۵۶) "جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے"۔ لہٰذا تعمیر سے پہلے آزادی ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ امام حسن البنا ہمیشہ اس بات پر زور دیتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اخوان کے کارکنان نے ایک امر بدیہی کے طور پر اسے حفظ کرلیا اور اسی کو عملی جامہ پہنانے کی تگ و دو کرتے رہے۔ امام حسن البنا نے اپنے رسالے الٰی ایّ شیءٍ ندعو النّاس؟ (ہم لوگوں کو کسی چیز کی دعوت دیتے ہیں) میں اجمالاً اس کا تذکرہ کیا ہے۔ کہتے ہیں: "ہمارا کام اجمالی طور پر یہ ہے کہ ہم مادیت، اباحیت اور الحاد کے سیلاب کی بے رحم موجوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوں، جو ملت اسلامیہ کی وحدت کو بہا لے گئی ہیں اور اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت اور قرآن کی ہدایت سے بھی محروم کر دیا ہے"۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اسی مضمون کو اپنے دوسرے رسالے تحت رایۃ القرآن (پرچمِ قرآن تلے) میں جگہ جگہ وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ اس میں انھوں نے اخوان کے اصول، اہداف، وسائل اور کامیابی کے مختلف مراحل کا ذکر کیا اور یوں مسلم فرد سے لے کر اسلامی خلافت کے قیام تک کے خلا کو پُر کر دیا۔ اس طویل وضاحت کو ان الفاظ کے ساتھ ختم کیا: ''یہ وہ پیغام ہے جو اخوان المسلمون لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہے۔ وہ امت مسلمہ سے اپیل کرتی ہے کہ اسے بھی یہ سمجھنا چاہیے اور پرعزم ہو کر اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کو اخوان المسلمون نے اپنی طرف سے نہیں بنایا، بلکہ یہ وہی پیغام ہے جو قرآن کی ہر ہر آیت میں نظر آتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث میں نمایاں ہے، قرونِ اولیٰ کے مسلمان جو اسلام کے فہم اور نفاذ کا اعلیٰ نمونہ تھے، اُن کے ہر ہر عمل سے مترشح ہوتا ہے۔ اگر مسلمان اس پیغام کو قبول کریں گے تو یہ صحیح ایمان و اسلام کی نشان دہی ہوگی اور اگر انھیں اس میں کوئی نقص یا عیب نظر آئے تو پھر اللہ کی کتاب ہمارے درمیان قولِ فیصل ہوگی۔ وہ عدل کے ساتھ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان فیصلہ کرے گی۔ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا یا ہمارے خلاف، یہ معلوم ہو جائے گا: رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ (اعراف ۷:۸۹) ''اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما۔ یقیناً تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے''۔

چھٹے اجتماع عام میں امام حسن البنا نے بنیادی مقصد (اللہ ہمارا مقصود ہے) کو دو ذیلی اہداف میں تقسیم کیا، جس پر عمل کر کے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا: ''اخوان المسلمون دو مقاصد کے لیے کام کرتی ہے۔ ایک مقصد قریب ہے جس کے ثمرات اخوان میں شامل ہوتے ہی نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں یا اخوانیت اس کے اندر نظر آنے لگتی ہے۔ ایک مقصد دور ہے جس کے لیے انتظار کرنا پڑتا ہے، اور جس کے لیے پہلے تربیت اور اچھی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ قریب کا مقصد ہر قسم کی عام نیکیوں میں حصہ لینا اور حالات کے مطابق سماجی خدمات انجام دینا ہے۔ اخوان المسلمون کے ساتھ جیسے ہی کوئی منسلک ہوتا ہے تو اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ:

اپنے نفس کو پاک اور اپنے رویے کو درست کرے۔ روح، عقل اور جسم کو ایک لمبے جہاد کے لیے تیار کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



— اس دعوت کو اپنے خاندان، دوستوں اور معاشرے میں عام کرے۔ کوئی بھائی اس وقت تک صحیح مسلمان نہیں بن سکتا جب تک وہ اسلام کے احکام و اخلاق پر عمل نہ کرے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو رسولؐ اللہ نے مقرر فرمائی ہیں۔

''میرے بھائیو! کیا تحریک اخوان صرف یہ چاہتی ہے؟ نہیں، بلکہ یہ تو اخوان کے مقاصد کا ایک جزو ہے جس کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کرنا مقصود ہے۔ یہ تو ہمارا چھوٹا سا ہدف ہے کہ نیکی و اطاعت میں اپنا وقت صرف کریں اور مکمل اصلاح اور مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مناسب حالات کا انتظار کریں''۔

''اخوان المسلمون کوشش کرتی ہے کہ نظامِ مملکت کو نیک حکمرانوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ اسلامی خلافت کا احیا کیا جائے اور اسلام کے احکام کو نافذ کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (الجاثیۃ ۴۵:۱۸) ''اس کے بعد اب (اے نبیؐ) ہم نے تم کو دین کے معاملے میں ایک صاف شاہ راہ (شریعت) پر قائم کیا ہے۔ لہٰذا تم اسی پر چلو اور ان لوگوں کو خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے''۔

امام حسن البنا نے اپنی دعوت کی بار بار وضاحت کرنے سے کبھی بھی اکتاہٹ کا اظہار نہیں کیا، تاکہ یہ اہداف کارکنان کے ذہنوں میں راسخ ہو جائیں اور وہ اسے حاصل کرنے کے لیے مسلسل اس کے ساتھ وابستہ رہیں، کیونکہ وابستگی ہی اہداف کو حاصل کرنے کا راستہ ہے اگرچہ دسیوں سال بعد ہو۔

بانیِ اخوان کے پیش نظر اہداف یہ ہیں: ○ بنیادی ہدف: اللہ ہمارا مقصود ہے ○ مقصد قریب: اسلامی جماعت کا قیام۔ ○ مقصد بعید: وطن اسلامی کو ہر بیرونی تسلط سے آزاد کرانا، اسے پھر سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنا، اور اس تیاری کے بعد وہ اُمت خیر کو تشکیل دینا جس کی بشارت قرآن نے پہلے ہی دے رکھی ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمرٰن ۳:۱۱۰)

© rasailojaraid.com